رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۵ | ۸ - جون ۱۹۱۸ء | شنبہ | مطابق ۲۸ شعبان ۱۳۳۶ھ | نمبر ۹۵

مدینۃ المسیح

دار الامان میں خدا کے تفضل و کرم سے خیر و عافیت ہے گرمی کی سخت تشکائت ہے۔ دو تین دن ہوئے بارش کے کچھ چھینٹے پڑے تھے۔ جن سے ہوا میں کسیقدر خنکی آگئی تھی لیکن اب پھر پہلی سی حالت ہے۔

جناب حافظ روشن علی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے پاس بمبئی تشریف لے گئے ہیں۔

۹ ماہ حال سے تعلیم الاسلام ہائی سکول اور مدرسہ احمدیہ تعطیلات موسم گرما کی وجہ سے ۲ ماہ کے لئے بند ہو گئے ہیں۔ سمجھدار اور ہوشیار طلباء کو تحصیل چندہ کے لئے رسید بکیں دیگئی ہیں۔ احباب اس کام میں ہر طرح انکی حوصلہ افزائی کریں +

بمبئی کی اطلاعیں

۳۱ مئی۔ کل دو بجے کے قریب حضور مع تمام اہلبیت و خدام بمبئی سے واپس باندرا پہنچے حضرت کی صحت خدا کے فضل سے نمایاں ترقی کر رہی ہے حضرت ام المومنین رض کو جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں ۲۹- کو افاقہ رہا۔ اور ۷ گھنٹے تک سیر کرتے رہے۔ ۳۰ کو ۹ بجے سے سوار ہوئے اور ۲ بجے باندرا پہنچے۔ ان دو دنوں کے افاقہ میں حضرت ام المومنین رض نے گیارہ گھنٹہ کے قریب سفر کیا جس سے زخم کو حرکت اور کوفت ہوئی۔ اور باندرا پہنچتے ہی بخار شدید سردرد اور زخم میں درد شروع ہو گیا۔ رات بھر سخت تکلیف اور گھبراہٹ رہی۔

حضرت ام المومنین رض کی بیماری سے اس وقت تمام گھر بیمار ہے۔ دعاؤں کی سخت ضرورت ہے۔

کل حضرت نے ایک دوست کے خط کے جواب میں لکھوایا کہ ارادہ تو بیس پچیس روز اور ٹھہرنے کا تھا مگر حضرت ام المومنین رض کی بیماری کے باعث یقینی نہیں نہ معلوم کس وقت واپس چلے جاویں"۔

دوران گفتگو میں حضرت صاحب نے فرمایا اتنا لمبا سفر ہمارے واسطے ہر وقت میسر نہیں آ سکتا۔ ارادہ ہے کہ اگر صحت اچھی ہو اور لیکچر ہال کا مناسب انتظام ہو جائے۔ تو اہل بمبئی کو تبلیغ کی جاوے۔

۲۹ مئی کے اخبار ٹائمز آف انڈیا میں ایک تار چھپا ہے جس سے حضرت مسیح موعود کے الہام یورپ میں ایک قسم کی پلیگ پڑا (جو الفاظ کہ جن کا مفہوم یہی ہے) کی تصدیق ہوئی ہے۔

لکھتا ہے کہ سپین میں ایک عجیب قسم کی نامعلوم مرض شروع ہوئی ہے۔ اور اس سرعت سے شروع ہوئی ہے کہ چند ہی روز میں کل ملک کی آبادی میں ۳۰ فیصدی کے حساب سے بیمار ہیں۔ خود بادشاہ اور اس کے وزراء میں بھی یہ مرض ہے۔ مرض بخار سینہ میں درد اور دست ہیں۔ علاج میں ڈاکٹر صاحب فرما رہے تھے کہ علاج قریباً پلیگ ہی کا ہی۔ حضرت کا منشا ہے کہ جلد سے جلد اس کے متعلق ایک زبردست اشتہار شائع کر دیا جاوے۔

آکود برادرے جناب حافظ نور احمد صاحب جو حضرت مسیح موعود کے پرانے خدام میں سے ہیں اور ۱۸۹۳ء کے مباحثہ عبداللہ آتھم میں شریک تھے معہ اپنے بھائی مولوی علاء الدین صاحب حضرت کی ملاقات کو حاضر ہوئے۔ اصل وطن غالباً لدھیانہ یا ضلع لدھیانہ ہے۔

بارش کا سلسلہ شدید اور متواتر جاری ہے

یکم جون - حضرت کی صحت، اللہ کے فضل سے بہت اچھی ہے۔ حضرت کل نماز جمعہ کے واسطے باندرہ سے بمبئی تشریف لے گئے۔ پہلی گاڑی مس کرنے کے باعث دیر سے پہنچے۔ پونے تین بجے خطبہ شروع ہوا۔ خطبہ حضور نے خود پڑھا جس کی اطلاع پہلے بذریعہ تار دے چکا ہوں۔

خطبہ نہایت شاندار اور پُر اثر تھا۔ (انشاء اللہ صاف کر کے بھیجونگا۔) بعد نماز جمعہ سیٹھ اسمٰعیل صاحب آدم اور بابو شاہ محمد صاحب ہجیت پوری انجینئر نے النبوۃ فی الاسلام سے تمام حوالجات جو مسئلہ نبوت کے متعلق ہیں۔ الگ جمع کر رکھے تھے۔ ایک ایک کر کے پیش کرنے شروع کیے۔ جن کے حضرت نے نہایت کافی شافی اور مدلل جواب دیئے۔ اور حضرت مسیح موعود کی کتب اور تحریرات سے اصل حقیقت سمجھائی۔ یہ سلسلہ گفتگو ۸ بجے شام تک متواتر جاری رہا۔ قریب ۹ بجے کے حضرت جب واپسی کے واسطے کھڑے ہوئے تو ضعف سے چکر آ گیا۔ مگر اللہ کے فضل سے جلد طبیعت بحال ہو گئی۔

گیارہ بجے شب حضور واپس مکان پہنچے۔ معلوم ہوا کہ حضرت ام المومنینؓ کو بھی آج دن کسی قدر افاقہ رہا ہے۔ اللہ افاقہ میں ترقی دے۔ اور جلد جلد شفایاب کرے۔ آمین۔

۲ - جون - حضرت کی صحت اللہ کے فضل سے اچھی ہے۔ اور ترقی کر رہی ہے۔ البتہ کمزوری باقی ہے۔ اس لئے بعض اوقات بعض عوارض کے پیدا ہونے سے تکلیف ہو جاتی ہے۔

حضرت ام المومنینؓ کو بہت تکلیف ہے۔ گو کل دن کو آرام رہا۔ مگر رات کو سخت تکلیف ہے تھی۔ بخار ہو گیا۔ اور شدید تھا۔ زخم ابھی بھی ہے۔ دعائیں کرتے رہیں۔

۳ - جون - حضرت کی طبیعت اللہ کے فضل سے روبصحت ہے۔ صرف ضعف و کمزوری باقی ہیں۔ جمعہ کے دن کی مسلسل پر زور تقریر اور دوسرے دن کو کھانا نہ کھانے کی وجہ سے دونوں دن چکر آ گئے تھے۔ اور غالباً اسی کا اثر ہے۔ کہ کل بھی ظہر کو کسی قدر حرارت ہو گئی۔ اور سر میں درد رہا۔ نمازیں خود پڑھائیں۔ کوئی ڈیڑھ ایک میل پیدل بھی چلے۔ حضرت ام المومنینؓ کو بخار۔ درد اور گھبراہٹ سے آرام ہے۔ (عبدالرحمٰن قادیانی)

اخبار احمدیہ

گجرات میں آریہ صاحبان کیساتھ احمدی جماعت کا مناظرہ

۲۶ تا ۲۸ - مئی ۱۹۱۸ء کو احمدی جماعت کا مباحثہ آریہ صاحبان کے ساتھ آریہ سماج گجرات کے مندر میں ہوا۔ خدا کا شکر ہے کہ مباحثہ امن و سلامتی کے ساتھ ختم ہوا۔ اور کسی قسم کی شورش نمودار نہ ہوئی۔ غیر احمدی مسلمانوں نے بھی اس مباحثہ کو بڑی دلچسپی سے سنا۔ اور احمدیوں کے ساتھ اثناء مباحثہ میں پوری ہمدردی کا اظہار کرتے اور احمدی مناظر جناب حافظ روشن علی صاحب کو اسلام کا نمائندہ تصور کرتے رہے۔ اور انکی دلربا اور فصیح تقریر سے خاص طور پر متاثر ہوتے رہے۔ چونکہ جلسہ آریہ سماج کے مندر میں تھا۔ اور آریہ صاحبان مسلمانوں کیلئے پینے کے پانی کا انتظام کرنے سے معذور تھے۔ اسلئے غیر احمدی احباب نے پانی کا انتظام بذات خود کیا۔ اور دوران مباحثہ میں پانی پلاتے رہے۔ مباحثہ میں احمدیت کو کیلئے الفاظ بھی پیش کیا گیا تھا مگر بجائے اس کے کہ غیر احمدیوں کو کسی قسم کی بدظنی کا موقعہ ملتا۔ ان کے دلوں میں سلسلہ عالیہ کی نسبت حسن ظن پیدا ہوا۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ تھا۔ کہ ۲۸ - مئی ۱۹۱۸ء کو مسلم زمیندارہ ہائی سکول گجرات کے ہیڈ ماسٹر صاحب کی دعوت پر جناب حافظ روشن علی صاحب نے سکول مذکور میں سکول سٹاف اور طلباء کے سامنے اسلامی مسائل پر لیکچر دیا۔ مباحثہ کے خاتمہ پر غیر احمدی مسلمان احباب اسقدر خوش ہوئے کہ حافظ صاحب کو ہاتھوں پر اٹھا کر مکان پر پہنچانے کو تیار تھے۔ ہم غیر احمدی اصحاب کا جنہوں نے ہمارے جلسہ کو رونق دی۔ اور ہمارے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کیا۔ تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور آریہ صاحبان کا بھی خاص طور پر شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے نہایت فیاضی سے ہم کو موقعہ دیا کہ ہم اُن کے سامنے اپنے مذہبی خیالات کا اظہار کریں۔

(گجراتی رپورٹر)

ایک احمدی کو امداد کی ضرورت

ایک بھائی جو فوج میں ملازم ہیں۔ احمدیت کی وجہ سے تکلیف میں ہیں۔ مخالفین انہیں طرح طرح سے تنگ کرنے اور نقصان پہنچانے میں لگے رہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ کسی اور فوج میں جہاں احمدی بھائی ہوں۔ اپنا تبادلہ کرا لیں۔ اگر کوئی صاحب ان کے لئے انتظام کر سکیں۔ تو خاکسار ایڈیٹر الفضل کو اطلاع دیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۸-جون ۱۹۱۸ء

ایڈیٹر صاحب پرکاش اور گوشتخوری

دنیا میں اکثر لوگ ایسے بھی پائے جاتے ہیں۔ جن کے قول اور فعل میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ وہ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ بظاہر ایک فعل کو برا اور ناروا کہتے ہیں۔ لیکن در پردہ خود اسی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اس قسم کا ہر ایک شخص قابل نفرین اور لایق ملامت ہے۔ لیکن وہ جو دوسروں کا راہ نما۔ اور لیڈر ہونے کا مدعی ہو۔ اس میں اگر یہ مذموم بات پائی جائے تو وہ بہت ہی سخت مجرم اور قابل تعزیر ہے۔ ممکن ہے دیگر مذاہب میں بوجہ ان کے کامل نہ ہونے کے ایسے لوگوں کو کوئی تنبیہ نہ کی گئی ہو۔ لیکن اسلام میں بڑے زور کے ساتھ کہا گیا ہے کہ

یا ایہا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون۔ اے ادعائے ایمان کرنیوالو کیوں تم ایسی باتیں کرتے ہو جن کے مطابق تمہارا عمل نہیں یہ تو خدا کے نزدیک بہت ہی بری بات ہے۔ کہ وہ بات منہ سے نکالو جس پر تمہارا خود عمل نہیں۔

قرآن کریم کا یہ حکم جس قدر ضروری اور لابدی ہے اس سے کوئی عقلمند اور دانا انسان انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس میں ایک ایسی حرکت سے منع کیا گیا ہے۔ جو تمام بنی نوع انسان کے نزدیک متفقہ طور پر قابل نفرین ہے۔ اور دنیا میں کوئی انسان خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ایسا نظر نہیں آتا جو اسے ناپسندیدگی کی نظر سے نہ دیکھتا ہو۔ لیکن باوجود اس کے اکثر اوقات ایسے لوگ اس ناپاک اور نجس فعل کا ارتکاب کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ جو دوسروں کی اصلاح کرنے کے مدعی اور خود اصلاح یافتہ ہونیکا دعوی کرتے ہیں چنانچہ اس کی تازہ مثال جناب ایڈیٹر صاحب پرکاش نے پیش کی ہے۔

الفضل کے کسی گذشتہ پرچہ میں جناب قاضی عبداللہ صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی۔ کا ایک مضمون بعنوان "خواجہ صاحب کیسا گوشت کھاتے ہیں" چھپا تھا جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ خواجہ کمال الدین صاحب ولایت میں انگریزوں کا مارا ہوا گوشت کھاتے ہیں۔ جو اسلام میں حرام ہے اس کے متعلق جناب ایڈیٹر صاحب پرکاش اپنی ۱۲ مئی کے پرچہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"انسان بھی اصل باتوں کو چھوڑ کر کس طرح فروعات پر وقت ضائع کرتا رہتا ہے۔ ہمارے مسلمان بھائی اس بات پر تو غور نہیں کرتے۔ کہ کیا کسی جانور کی جان لینا جائز ہے۔ لیکن اس بات پر اپنے اخبارات کے صفحے سیاہ کرتے رہتے ہیں کہ اس جانور کا گوشت کس طریق سے حاصل کیا جاتا ہے۔ خواجہ کمال الدین صاحب آجکل انگلستان میں ہیں۔ انگلستان میں تو حلال حرام گوشت کی کوئی تفریق نہیں کسی طرح سے جانور مارا جائے وہ حلال ہے۔ مسلمان اس کو حرام قرار دیتے ہیں۔ قادیانی دھڑے کے واعظ مفتی محمد صادق صاحب نے اعتراض کیا کہ خواجہ صاحب تو مسلمان ہو کر انگریزوں کا مارا ہوا گوشت کھاتے ہیں"

ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مہاشہ کرشن صاحب ایڈیٹر پرکاش کے نزدیک کسی اسلامی اخبار کا اس بات کو زیر بحث لانا کہ ایک شخص کے لئے جو مبلغ اسلام ہونیکا مدعی ہے جائز نہیں ہے۔ کہ ایسا گوشت کھائے جسے اسلام حرام قرار دیتا ہے ہرگز درست نہیں ہے۔ بلکہ ان کے خیال میں مسلمانوں کو اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ کیا کسی جانور کی جان لینا جائز ہے" یعنی گوشتخوری کو ہی دیکھنا چاہئے کہ جائز ہے یا نہیں۔

اگر یہ مشورہ ہمیں کسی ایسے مہاشہ صاحب کی طرف سے دیا جاتا۔ جن کی نسبت یہ ظاہر ہو چکا ہوتا کہ ان کے کام و دہن گوشتخوری کی لذت اور مزے سے آشنا ہیں تو ہم بڑی خوشی کے ساتھ اس کو نیک نیتی پر محمول کرتے اور ان کو درخواست کرتے کہ اگر آپ نے کسی جانور کی جان لینے کے عدم جواز پر غور و فکر کر کے کوئی دلائل مہیا کئے ہیں۔ تو ان سے ہمیں بھی آگاہ فرمائیے۔ لیکن اب ہمارے لئے بہت مشکل درپیش ہے۔ کیونکہ ہمیں گوشتخوری پر غور و فکر کرنیکا مشورہ ایک ایسے مہاشہ صاحب کی طرف سے دیا جا رہا ہے جن کے متعلق حال ہی میں اس حقیقت کا انکشاف ہوا ہے کہ آپ کئی سال تک بڑے مزے کے ساتھ گوشت کھاتے اور اپنے گھر میں پکواتے رہے ہیں۔ چنانچہ اخبار "آریہ پترکا" لاہور بڑے شد و مد کے ساتھ ایک بار نہیں بلکہ کئی بار لکھ چکا ہے کہ

"یہ شخص (ایڈیٹر صاحب پرکاش) جو دن رات دوسروں کی آنکھوں سے تنکے نکالتا پھرتا ہے اس کی اپنی آنکھ میں ایک لمبا شہتیر موجود ہے وہ یہ کہ نہ صرف جنوری ۱۹۱۶ء تک اس کے اپنے گھر میں ہی مانس کا استعمال ہوتا تھا بلکہ اس سے چار پانچ سال پہلے ارتھات ۱۹۱۲-۱۳ء تک خود لالہ رادھا کشن مانس کھاتے رہے ہیں اور یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ لالہ رادھا کشن مانس خوری کے خلاف دھواں دھار مضامین لکھا کرتے تھے"

آریہ پترکا کے مندرجہ بالا الفاظ کی صداقت کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ اس کے قریباً ہر پرچہ میں انہی الفاظ کو دہرا کر اس کی تردید کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ لیکن اس وقت تک لالہ رادھا کشن صاحب ایڈیٹر پرکاش نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اگر آریہ پترکا کی تحریر راستی پر مبنی نہیں ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ رادھا کشن صاحب باوجود سخت سے سخت مطالبہ کے اس کی تردید کرنے کی جرأت نہیں کرتے۔ کیا آریہ پترکا کے مندرجہ ذیل الفاظ ان کی غیرت اور حمیت کو جوش میں لانے اور ان کے قلم کو حرکت دینے کے لئے کافی نہیں ہیں کہ

"ہم صاف صاف لکھتے ہیں کہ ہم اپنے الزام (گوشتخوری) کو ثابت کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ اگر لالہ رادھا کشن میں کچھ بھی شرم ہے تو جس قلم سے وہ اس وقت [illegible] خوری کے

خلاف دھواں دھار تحریریں لکھتا رہا ہے اسی قلم سے یہ دو چار سطر بھی لکھ دے کہ جو الزام آریہ پتر کلسٹی بجہ پر لگایا ہے۔ وہ جھوٹا ہے"۔

۱۵ - دسمبر ۱۹۱۷ء

پھر کیا ذیل کے فقرات انھیں حفظ ناموس اور پالسی غیرت کی خاطر جواب دینے پر مجبور نہیں کررہے۔ کہ "کس قدر تعجب کتنے شرم اور کیسے افسوس کی بات ہے۔ کہ لالہ رادھا کشن جی جو ذرا سی بات میں آریہ پرشوں کی پگڑیاں اچھالنے لگجاتا تھا۔ جو معمولی معمولی واقعات پر اخباروں کے کالم سیاہ کردیا کرتا تھا آج خاموش ہے اس پر ماس کھانے کا اور اپنے گھر میں پکانے کی آگیا دینے کا الزام لگایا جاتا ہے اور اسے جواب کے لئے للکارا جاتا ہے۔ مگر اس کا قلم جل جاتا ہے۔ اس کی دوات خشک ہوجاتی ہے۔ اور اس کا ہاتھ کانپنے لگجاتا ہے۔ اس کے پاس رلیا رام کروت جی کے خلاف لکھنے کے لئے کالم ہیں۔ اس کے پاس مقدموں کی جھوٹی رپورٹ چھاپنے کے لئے ستھان ہے اس کے پاس شہید نمبر کے خلاف لایعنی بیہودہ اور پھر اعتراضات کے لئے کاغذ ہیں۔ اس کے پاس ڈاکٹر مکشمی دت کو گالیاں دینے کے لئے جگہ ہے۔ لیکن اس کے پاس ماس کے الزام کو جواب دینے کے لئے نہ وقت ہے۔ نہ کاغذ نہ قلم ہے نہ دوات"

اسی قسم کے الفاظ میں ایک بار نہیں بلکہ کئی بار آریہ پتر کا مطالبہ کرچکا ہے۔ اور تاحال کررہا ہے جس کا ایڈیٹر صاحب پرکاش کی طرف سے کوئی جواب شائع نہیں ہوا یہ اس بات کا کافی سے بڑھکر ثبوت ہے کہ ایڈیٹر صاحب پرکاش شاید اب تو نہیں۔ لیکن اب سے چند ہی سال پہلے ایک طرف تو گوشتخوری کے خلاف دھواں دھار مضمون رقم فرماتے تھے۔ اور دوسری طرف نہایت شوق اور مزے سے گوشت کھاتے تھے۔ اس سے ان کی پوزیشن اور کیرکٹر پر بھی روشنی نہیں پڑتی۔

بلکہ گوشت کی لذت اور مزے کی بھی تصدیق ہوجاتی ہے۔ کیونکہ وہ مذہبی طور پر گوشت کھانے کو ناجائز سمجھکر دوسروں کو اس کے استعمال کرنے کی تلقین کرتے ہوئے بھی خود اس کے کھانے سے باز نہیں رہ سکتے تھے۔

اب ہم ان سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ جب آپ گوشتخوری کے متعلق خود تجربہ رکھتے ہیں اور ایک عرصہ تک اس کے مزے اڑا چکے ہیں۔ تو آج آپ کا اس کے خلاف آواز اٹھانا کیا حقیقت رکھتا ہے۔ ہاں اگر آپ یہ لکھ دیں کہ جس زمانہ میں میں گوشت کھایا کرتا تھا۔ اس وقت گوشت خوری کے جواز کے دلائل رکھتا تھا۔ لیکن بعد میں ان کے خلاف ایسی باتیں معلوم ہوئیں جنہوں نے اسی مزیدار کھانے کو ترک کرنے پر مجبور کردیا۔ تو ہم ان پر غور کرنے کے لئے تیار ہیں۔

باقی رہا گوشت کھانے کے متعلق آپ کا یہ فرمانا کہ "یہ اس مذہب اسلام ہی کا نقص ہے جس کے وہ پیرو ہیں" اس کا فیصلہ ہم آپ پر چھوڑتے ہیں۔ آپ ہی عدل اور انصاف کو مدنظر رکھکر فرمایئے۔ کہ کیا اسلام کا یہ نقص ہے۔ کہ اس نے اپنے پیرووں کو گوشت کھانے سے منع نہیں کیا۔ بلکہ اجازت دی ہے۔ یا اس مذہب کا جس کے پیرو کہتے تو ہیں کہ گوشت کھانا پاپ ہے لیکن اپنی فطرت کے تقاضا کو پورا کرنے کے لئے پوشیدہ اور درپردہ گوشت کھانے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔ اور انہیں میں سے ایک آپ بھی ہیں۔ مہربانی فرماکر اس بات پر اچھی طرح غور کیجئے اور دیکھئے کہ کونسا مذہب ایسا ہے۔ جو اپنے لوگوں کو مجبور کردیتا ہے۔ کہ درپردہ اس کے خلاف چلیں۔

امید ہے کہ اگر اس پر ٹھنڈے دل سے غور کیا گیا تو معلوم ہوجائیگا کہ گوشت خوری کی اجازت دینا اسلام کا نقص نہیں بلکہ اس کے انسانی فطرت کے عین مطابق ہونیکی دلیل ہے۔ اور وہی مذہب ناقص ہے جو گوشت کھانے سے روک کر اپنے پیرووں کو پوشیدہ طور پر اپنے احکام کے خلاف چلنے پر مجبور کرتا ہے۔

کیسے تعجب اور حیرانی کی بات ہے کہ اسلام کے گوشت کھانے کی اجازت دینے کو ایک ایسا شخص اس کا نقص قرار دیتا ہے۔ جو ایک مدت تک بڑے شوق کے ساتھ خود گوشت کھاتا رہا ہے۔ حالانکہ گوشت کھانے سے مسلمان نہ اپنی فطرت کا خون کرتے ہیں نہ شریعت کا گناہ بلکہ وہ ایسا کام کرتے ہیں جو ان کی فطرت میں ودیعت کیا گیا ہے۔ اور شریعت اسلام نے تقاضائے فطرت کو مدنظر رکھکر بعض ضروری پابندیوں کے ساتھ مسلمانوں کو گوشت کھانے کی اجازت دی ہے اسکو کون عقلمند نقص کہہ سکتا ہے۔ ہاں نقص ہے تو اس مذہب میں ہے جو فطرت کے تقاضوں کو کند چھری سے ذبح کرتا ہے۔ فطرت کا تقاضا ہے کہ گوشت کھایا جائے۔ لیکن مذہب بوجہ اپنے نقص کے مانع ہے۔ یہی وجہ ہے ایسے ناقص اور نامکمل مذہب کے پیرو مجبور ہیں کہ یا تو اپنی فطرت کا خون کرکے اپنی شریعت پر عمل کریں یا شریعت کو چھوڑ کر فطرت کے تقاضوں کو چھپ چھپ کر پورا کریں

پس اگر ویدک دھرم ناقص نہ ہوتا۔ تو ایڈیٹر صاحب پرکاش کو چھپ چھپ کر گوشت کھانے کی ضرورت نہ پڑتی۔ ایسا کرنا دلیل ہے اس امر کی کہ ویدک دھرم ناقص ہے۔

امید ہے کہ اب ایڈیٹر صاحب پرکاش کے لئے گوشتخوری کے معاملہ میں اسلام اور آریہ دھرم میں مقابلہ کرنا آسان ہوجائیگا۔ کہ کونسا مذہب ناقص ہے اور کونسا کامل۔ بہتر ہے گوشت نہ کھانے کے متعلق مشورہ دینے کی بجائے وہ خود کسی قسم کے اعتراضات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے تسلیم کرینگے کہ گوشت کھانا انسان کی فطرت میں داخل ہے اور جو مذہب اس سے روکتا ہے وہ فطرت انسانی سے ناواقف ہونیکا ثبوت دیتا ہے۔ اور یہ اتنا بڑا نقص ہے کہ جو اس کے سچا نہ ہونے کی بین دلیل ہے۔ پس اگر آریہ دھرم واقعی گوشتخوری سے منع کرتا ہے حالانکہ اسی دھرم کے پیرووں کے ایک حصہ کے نزدیک ایسا نہیں ہے چنانچہ وہ کھلے بندوں گوشت کھاتے ہیں۔ تو یہ اس کے ناقص

بریلی میں تبلیغی جلسہ

بریلی کیوں مشہور ہے

بریلی روہیلکھنڈ میں ایک مشہور شہر ہے۔ اس کے وجوہ شہرت میں سے ایک بڑی وجہ اشاعت فتاوائے کفر بھی ہے۔ کفر کے فتوے جس قدر اس شہر سے نکلے اور نکلتے رہتے ہیں۔ اس کی نظیر ہندوستان کیا سارے جہان میں بھی نہیں مل سکتی۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی و مولوی محمد قاسم نانوتوی پر فتوائے کفر تو پرانی بات ہے۔ ندوہ کے تمام علماء پر عموماً اور مولوی محمد علی کانپوری ناظم ندوہ پر خصوصاً علمائے عرب و عجم کے فتوائے کفر دینے کی بنا اسی بریلی ہی سے قائم ہوئی۔[1] مولوی نذیر حسین دہلوی اور کل غیر مقلد وہابیان اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیہٹوی و مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ پر مکہ معظمہ و مدینہ منورہ سے کفر و الحاد کے فتوے بریلی ہی میں لائے گئے۔ اور یہیں سے شائع ہوئے۔[2] مولوی لطف اللہ علی گڑھی۔ مولوی عبدالحق حقانی دہلوی مولوی ابراہیم آروی، مولوی سلیمان پھلواری اور ان لوگوں کے تمام پیروؤں اور ہمخیالوں کو بیدین بدمذہب جاہل۔ ضال۔ مضل۔ ملحد مرتد وغیرہ خطاب اسی بریلی ہی سے ملے ہیں۔ پھر مذہبی مسائل میں گندے لٹریچر کا استعمال کرنے میں بھی یہ شہر آپ ہی اپنی نظیر ہے۔ اور یہاں سے شائع شدہ مذہبی مباحثات کی کتابوں کا یہ حال ہے کہ ان کا نصف صفحہ بھی ایک متین و سنجیدہ آدمی چند آدمیوں کے سامنے باواز بلند پڑھنا گوارا نہیں کر سکتا۔

[1] دیکھو فتاوے الحرمین برجف ندوۃ المین مطبوعہ مطبع گلزار حسنی۔ بمبئی

[2] دیکھو حسام الحرمین مطبوعہ مطبع اہل سنت و الجماعت بریلی

احمدیوں سے اہل بریلی کا سلوک

پھر احمدیت کی جیسی خطرناک مخالفت یہاں سے ہوئی ہے وہ بھی آپ ہی اپنی مثال ہے۔ کسی احمدی سے دینی تعلق رکھنے والے کی جورو کے نکاح سے خارج اور اولاد کے حرامی ہونیکا فتویٰ بریلی ہی سے شائع ہوا۔ کسی احمدی سے بات کر لینا اپنی ماں کے ساتھ ہزار بار زنا کرنے سے بھی زیادہ سخت بریلی ہی نے قرار دیا۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رویائے پاکیزہ و کشوف لطیفہ کو گندے گندے الفاظ کے سانچوں میں ڈھال کر اور ان کے برے سے برے معنی نکال کر نادان مخلوق کو احمدیوں کے خون کا پیاسا بنا دینے کا آغاز بریلی ہی سے ہوا۔ حتیٰ کہ سیدۃ النساء حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گندی گالیاں دیکر حضرت اقدس مرزا صاحب کی طرف منسوب کر دینے کی نجس و ناپاک کارروائی کی ابتدا بھی یہیں سے ہوئی۔ احمدیوں کے ساتھ خرید و فروخت بھی بریلی ہی میں حرام قرار پائی۔ اور احمدیوں کے دھوبی بھنگی بہشتی وغیرہ بھی پہلے پہل یہیں بند کئے گئے۔ شاہی سڑکوں پر روز روشن میں کنکر پتھر احمدیوں پر اسی بریلی میں برسائے گئے۔ صبح و شام احمدیوں کے مکانوں پر یورش کر کے علمائے اہل سنت کے قائم مقاموں کا مغلظ گالیاں بکنا اسی بریلی میں ہوا۔ سخت گرمیوں کے موسم میں احمدیوں کے مکانوں پر رات بھر اینٹیں پھینکنے والے غازی یہیں قرار دیئے گئے سقے تو بند کئے ہی تھے۔ احمدیوں کا خود کنوئیں سے پانی لے آنا بھی جوئے شیر لانے کی برابر دشوار کر دیا گیا۔ چنانچہ اس زمانے میں صرف پانی کی تکلیف کا نقشہ ایک دردمند نے ان الفاظ میں کھینچا ہے ؎

آہ ملتا ہے بڑی فکر سے تھوڑا پانی
جانے کب تک ہے مقدر میں یہ ایذا پانی

آنسوؤں کی مری آنکھوں سے جھڑی لگتی ہے
پیاس میں بچے جو کہہ اُٹھتے ہیں ابّا پانی

اُس سے پوچھے کوئی مظلومی شبیر کا حال
دو دو دن خود نہ ملا ہو جسے قطرا پانی

غلغلہ ہے یہی مدت سے کہ اینٹیں برساؤ
تا نہ پائیں یہ لوگ ایک کٹورا پانی

سیر ہو ہو کے پئیں خوب چرند اور پرند
مگر ان لوگوں کے ہاتھ آئے نہ قطرہ پانی

کوئی پوچھے تو یہ نادان ستمگاروں سے
بند کرتے ہیں کسی کا کہیں دانا پانی

ہم حسینی ہیں کہ پانی کی ہے بندش ہم پر
وہ یزیدی ہے جو ہم کو نہیں دیتا پانی

جو سیہ روزی مخلوق کو پیاسا تڑپائے
کاش ہو جائے کبھی اسے کالا پانی

ننھے ننھے مرے معصوم تو پیاسے تڑپیں
اور ہنس ہنس کے بہایا کریں اغیار پانی

رحم مطلق نہیں آتا نہیں آتا ان کو
نہیں دیتے نہیں دیتے ستم آرا پانی

قابل رحم ہے اب حال مرے بچوں کا
نہیں ملتا جنہیں پہروں نہیں ملتا پانی

مجھ سے کہتے ہیں کھلونے ہمیں مطلوب نہیں
آپ بازار سے لا دیجئے ابّا پانی

ابر رحمت کا ادھر بھی کوئی چھینٹا یارب
دیر سے مانگ رہا ہے ترا پیاسا پانی

غرض اس زمانے میں جس کی حالت ظاہر کی گئی ہے۔ اور جس کو اب تقریباً ۱۴ سال گذر گئے ہیں بیکس احمدیوں پر وہ وہ مظالم توڑے گئے کہ ان کو بجز اس کے کچھ نہ بن پڑی کہ وہ اپنے آبائی وطن اور گھر بار کو چھوڑ چھاڑ کر کسی محفوظ مقام پر جا رہیں۔ چنانچہ وہ دارالامان قادیان کو ہجرت کر گئے اور ایسے گئے کہ وہیں کے ہو رہے۔ چنانچہ انہیں حالات کے لحاظ سے بڑے زور اور دعوے سے پیش گوئی کی گئی تھی کہ احمدیت بریلی میں نہیں چل سکتی وہی بریلی جس کی خطرناک ظالمانہ وحشیانہ حرکات کا ایک نامکمل خاکا اوپر پیش کیا گیا ہے۔ اسی بریلی میں احمدیوں

کا تھیں جلسہ سبحٰن اللّٰہ وبحمدہٖ سبحٰن اللّٰہ العظیم۔

جلسہ احمدیہ کو روکنے کی کوشش

ہمارے جلسہ کا بذریعہ اشتہار اعلان ہوتا تھا کہ شہر میں اس سرے سے اُس سرے تک ہلچل پڑگئی۔ شرکت کی ممانعت کے وعظ ہونے لگے۔ اشتہارات شائع ہوئے پرانے اور بار بار کے مردود الزام کہ حضرت مسیح کلمۃ اللہ کو گالیاں دی ہیں۔ اور مریم صدیقہ کی شان میں ہتک کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ انبیاء کو جھوٹا بتایا ہے وغیرہ وغیرہ ازسرِنو شائع ہوئے۔ اور مدتوں کے باسی اور سڑے گلے فتوے پھر تازہ کئے گئے کہ ان لوگوں سے ملنا جلنا ان کے ہاں آنا جانا سب حرام اور تماشے کے طور پر ان سے بات کرنی اپنی جان کے ساتھ ہزار بار زنا کرنے سے زیادہ سخت۔ جو ان سے تعلق رکھیگا۔ اُس کی جورو نکاح سے باہر ہو جائیگی۔ اور پھر جو اولاد ہوگی وہ حرامی ہوگی۔ ایک طرف یہ کارروائی کی گئی اور دوسری طرف سرکاری طور پر جلسہ کو روکدینے کے لئے محضر تیار ہوا۔ اور بازاروں اور گلی کوچوں تک میں اس مضمون پر دستخط کرائے گئے کہ اگر یہ جلسہ ہوا تو بلوہ ہو جائیگا۔ غرض جلسہ کو روکدینے کی ناخوش[illegible]

احمدیہ جلسہ

پہلے روز جبکہ ایک گھنٹہ جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے کی تقریر ہو چکی تھی پولیس کے ذریعہ جلسہ روکدیا گیا۔ اور جب احمدیوں نے کوتوال صاحب تک پہنچنا چاہا تو کہدیا گیا کہ وہ سو گئے ہیں۔ حالانکہ اس وقت شب کے ۹ ہی بجے تھے۔ اور آجکل ۹ بجے کچھ زیادہ رات نہیں جاتی۔ صبح کو جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے نے صاحب کلکٹر بہادر ضلع سے مل کر جلسہ کے لئے تحریری اجازت حاصل کی۔ اور پھر شب میں علامہ مولانا حافظ روشن علی صاحب کی وہ زبردست و دلنشین تقریر ہوئی کہ سامعین عش عش کر گئے۔ حیات و وفات مسیح کا مسئلہ زیرِ تحقیق تھا۔ جس کا فیصلہ از روئے قرآن کریم اس محققانہ شان سے ہوا ہے۔ کہ کسی منصف مزاج حق پسند کو دم مارنے کی جگہ باقی نہیں رہی۔ اندازِ بیان کی نفاست و طرزِ استدلال کی شوکت کے لئے مقرر علام کا نام نامی ہی کافی ہے۔ اگرچہ سامعین کی تعداد کم تھی۔ لیکن خوشی کی بات ہے کہ اس میں وہی طالب تحقیق اصحاب شامل تھے جنہوں نے تمام مخوفانہ مخالفتوں کے طوفان سے گذر کر ہمارے جلسہ میں شریک ہونا ضروری خیال کیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ کمی تعداد سامعین کی منجملہ اور وجوہ کے ایک یہ وجہ بھی ہوئی کہ معاندین نے پہلے روز جلسہ کے روکدیئے جانے کی خبر فخریہ طور پر اس طرح سارے شہر میں پھیلائی۔ جس سے یہ مغالطہ ہوا کہ گویا جلسہ بالکل ہی بند کر دیا گیا ہے۔ گیارہ بجے جلسہ نہایت خیر و خوبی سے ختم ہوا۔ معاندین کے ایک گروہ نے تو ہمارے خلاف یہ کارروائی کی اور دوسرے گروہ یعنی دیوبندی جرگے نے بھی بہت ہاتھ پاؤں مارے۔ قلمی اشتہار نکلے۔ ہم کو تحریریں بھیجیں۔ لیکن سب میں مغالطہ اندازی سے کام لیا تھا۔ حافظ سید مختار احمد میاں صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شاہجہانپور نے جو بفضلہ تعالیٰ ان دونوں گروہوں کے پورے نباض ہیں ان کی ہر تحریر و اشتہار کا ایسا معقول و مدلل جواب دیا کہ بجز بودی معذرتوں اور بیہودہ بہانوں سے مناظرے کو ٹال دینے کے سوا کچھ نہ بن پڑی۔ عنقریب جانبین کی تحریریں شائع کر دی جائیں گی۔ ان سے حقیقت اچھی طرح ظاہر ہو جائیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۱۰ مئی کی شب کو اگرچہ پروگرام تو دو ہی تقریریں ہونی تھیں۔ یعنی جناب سیال ایم۔ اے اور حضرت علامہ موصوف کی لیکن حضرت علامہ کے حکم سے پہلے جناب حافظ سید مختار احمد میاں صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شاہجہانپور نے ایک گھنٹہ تک تقریر بطرز بالکو دونوں گروہوں کے اشتہاروں اور اُن کے سارے بیہودہ بہانوں کا حال کما حقہ طشت ازبام کر دیا اور ان کے جھوٹے الزاموں اور گندے اتہاموں کا ایسا قلع قمع کیا کہ بایدوشاید پھر ایک گھنٹہ جناب سیال ایم۔ اے کی متین و سنجیدہ۔ ذب و لہجہ میں نہایت دلنشین تقریر ہوئی جو تبلیغ اسلام در انگلستان پر مشتمل تھی۔ اس کے بعد حضرت علامہ حافظ نے صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر از روئے قرآن کریم تقریر شروع فرمائی یہ تقریر اتنی مدلل اور ایسی باشان و شوکت تھی جس کے متعلق سوائے سبحان اللہ و مرحبا کے اور کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ مقرر علام نے تمہید کے بعد صاف الفاظ میں فرمایا اور بار بار فرمایا کہ بعض حضرات اپنے خیالات کے خلاف کوئی بات سن کر سمجھ لیتے ہیں۔ کہ ہماری دل شکنی و دل آزاری کی گئی ہے۔ میں آج حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء سیدنا مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی حقہ کا ثبوت قرآن کریم سے پیش کرونگا۔ جو صاحب اس کو اپنی دل شکنی خیال فرمائیں میں اُن سے معافی چاہتا ہوں اور صاف عرض کرتا ہوں کہ وہ اپنی دل آزاری و دلشکنی نہ کریں۔ لیکن مقرر علام کی تقریر سننے کا شوق ایسا کہاں تھا جو کسی طالب تحقیق و جویائے حق کو جنبش کرنے کی بھی اجازت دیتا۔ بفضلہ تعالیٰ ایک متنفس بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا ڈھائی گھنٹے تک یہ تقریر جاری رہی۔ اور جو اثر اس تقریر کا دلوں پر ہو رہا تھا وہ چہروں سے ظاہر تھا۔ حضرت مقرر علام کے غیر معمولی تبحر علمی کا سکہ ہر منصف مزاج کے دل پر بیٹھ گیا ہے۔ اور ہر طرف چرچا ہے کہ قرآن دانی اس کا نام ہے۔ اس تقریر دلپذیر کے خاتمہ پر بعض غیر احمدی اصحاب نے خواہش کی کہ حضرت مرزا صاحب کی نظم۔ "ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے کوئی دیں دین محمد سا نہ پایا ہم نے"۔ سنا دی جائے۔ سرخیل خوشنوایاں مکرمی جناب منشی قاسم علی خاں نے اول رکوع قرآن شریف کا بعدہ نظم اور پھر فرمائش ہونے پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی یہ نظم

محمد عربی کی ہو آل میں برکت ✽ ہو اسکے حسن میں برکت جمال میں برکت

اس لحن داودی سے سنائی کہ ہر طرف سے صدائے جزاک اللہ

ہوم رول

مذہبی نقطہ خیال سے

کچھ عرصہ سے ہندوستان میں ہوم رول کے متعلق خوب جوش وخروش ہے۔ اخبارات نے سلسلہ وار مضامین شائع کئے تو قومی لیڈروں نے مجلسیں قائم کیں۔ اور مطالبہ کو سنگین اور وزندار بنانے کے لئے کانگریس و مسلم لیگ جیسی عظیم الشان قومی مجلسوں تک سے رزولیوشن منظور کرائے گئے غرض تعلیم یافتہ ہندوستانیوں اور اکثر اخبارات نے اس قدر آواز بلند کی کہ بالآخر صاحب وزیر ہند بہادر بالقابہ کو ہندوستانیوں کے مطالبات سننے کے لئے خود بہ نفس نفیس اس پر آشوب وقت میں بھی ہندوستان تشریف لانا پڑا۔ یہ سب کچھ ہوا لیکن افسوس صد افسوس کہ ہندوستان جیسے مذہبی ملک میں کسی کو یہ خیال نہ آیا کہ یہ تمام شورش وجد وجہد مذہبی طور پر کہاں تک قابل عمل ہے۔ اور کہیں یہ مذہب کی کسی اصل کے خلاف تو نہیں زیادہ افسوس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تمام سرگرمی تعلیم یافتہ اصحاب کی طرف سے ہے جن کو مذہب سے خوب واقف ہونا چاہئے تھا۔ غیر قومی لیڈروں اور بزرگوں نے خواہ دانستہ یا کسی غرض کے ماتحت اپنے مذہبی معتقدات کے خلاف کیا۔ لیکن اب بھی وقت ہے کہ وہ ہماری عرضداشت پر غور کریں۔ اور اپنے مقدس مذہب کے بنیادی اصولوں کو جن کی صداقت ثابت کرنے کے لئے وہ ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں اس طرح اپنے عمل سے غلط ثابت نہ کریں۔

ہندوستان میں ہندو اور مسلمان دو بڑی قومیں ہیں جن کے اکثر لیڈر ہوم رول میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ سو اول ہم ہندو قوم کی طرف توجہ کرتے ہیں کیونکہ زیادہ تر کوشش اس معاملہ میں انہیں حضرات کی طرف سے ہے۔

واضح ہو کہ ہمارے ہندو برادران دھن مذہب کی رو سے ماسخ طور پر وید مقدس کی تعلیم کے ماتحت مسئلہ آواگون یعنی تناسخ کے قائل ہیں۔ اور نہ صرف خود قائل ہیں بلکہ کوشش کرتے ہیں کہ تمام دنیا اس مسئلہ کو تسلیم کرے جس کی رو سے ہر ذی روح اپنے اعمال کے موافق آئندہ جنم اختیار کرتی ہے۔ اور نیکی و بدی کی جزا وسزا پاتی رہتی ہے۔ پھر یہ قانون ایسا محکم اور ایسا اٹل ہے کہ خود خداوند تعالیٰ بھی اس سلسلہ کو اسی طرح چلانے پر مجبور ہے۔ اور اس میں ذرا بھی کمی وبیشی کرنے سے اس کی صفت عدل وانصاف پر دھبہ لازم آتا ہے۔ ہم کو یہاں اس مسئلہ کی صداقت یا عدم صداقت کی طرف بحث کرنا منظور نہیں۔ بلکہ یہ دکھانا ہے کہ ہندو قوم کے معزز اور تعلیم یافتہ گروہ نے کس طرح اپنے اس پاک اصل کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ لیکن اب بھی وقت ہے کہ اس معاملہ میں غور کیا جاوے فرض کر لیا کہ ہوم رول جس کا مطالبہ کیا گیا ہے ہندوستان کی بہبودگی و ترقی کے لئے بڑی نعمت ہے۔ اور اس نعمت کے حصول پر ہی ساری کامیابی کا دارومدار ہے۔ لیکن قائلین تناسخ کو معلوم ہونا چاہئے کہ کوئی نعمت انسان کو اپنی کوشش سے ہرگز نہیں مل سکتی یہی وید مقدس کا زریں اصل ہے۔ بلکہ اس کے لئے پچھلے اعمال ضروری ہیں۔ الخ

اب ہماری فہم یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ اگر ہمارے آباؤ اجداد نے پہلے زمانہ میں اس قسم کے نیک اعمال نہیں کئے۔ جن کو ایک عرصہ کے بعد انسان اور با حکومت انسان بنا سکیں تو پھر کونسی زمینی طاقت اور انسانی کوشش پرمیشور کے اس اٹل قانون کو توڑ سکتی ہے۔ اور ہم کس طرح شور وشر سے یا جائز وناجائز جد وجہد کر کے یہ نعمت حاصل کر سکتے ہیں۔ اور گورنمنٹ موجودہ جو انسانی ہے کس طرح الٰہی منشاء اور اس کے قوانین کے خلاف ہم کو ہوم رول عطا کر سکتی ہے۔ کیا یہ تمام جد وجہد ہوم رول کی صریح عقیدہ تناسخ کی تضحیک نہیں کرتی۔ کاش ہمارے ہندو بزرگ اس معاملہ میں ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ اگر تناسخ کا مسئلہ درست ہے تو جب ہندوستانیوں کے سپے بموجب ان کے اعمال کے وقت مقرر آویگا۔ تو ان کو خود بخود ہوم رول یا اس سے بڑھکر کوئی اور طریقہ حکومت مل جاویگا۔ خواہ وہ اس کو لینے کے لئے انکار ہی کیوں نہ کریں۔ کیونکہ الٰہی فیصلہ کے آگے سب کو سر تسلیم خم کرنا پڑیگا۔ لیکن اگر اعمال کی رو سے ابھی وہ وقت نہیں آیا یا آئندہ بھی نہ آوے تو خدارا غور کیجئے کہ آپ صاحبان کی یہ کوشش کس طرح بارآور ہو سکتی ہے۔

یہاں ایک یہ بات یاد آگئی کہ ہمارے ہندو برادران کو تو ہوم رول کی پڑی ہے۔ لیکن ہم کو تو خطرہ ہے کہ تناسخ کے اصول کے ماتحت آئندہ کبھی کچھ عرصہ کے لئے ہندوستان سے نسل انسانی ہی غائب نہ ہو جاوے۔ یا کم سے کم کمیاب کیونکہ جہانتک تاریخ سے معلوم ہوتا ہے ہمیشہ سے وید مقدس کے احکام کے خلاف ہندوستان کا عمل رہا ہے پچھلے زمانہ میں بت پرستی تھی۔ حالانکہ وید میں توحید کی تعلیم بتلائی جاتی ہے۔ پھر آجکل تمام ہندوستان وید مقدس کی تعلیم سے ناواقف ہے۔ مسلمان عیسائی جین سکھ وغیرہ وغیرہ وید مقدس کو نہیں مانتے۔ خود ہندوؤں میں کثیر فرقے ہیں جو ایک دوسرے کے خلاف ہیں آریہ سماج جن کو وید سے محبت ہے وہ بد قسمتی سے اس کے علوم سے بے بہرہ ہے۔ اور کوئی نہیں جانتا کہ ان چار ضخیم کتابوں میں کیا لکھا ہے۔ جب مذہبی کتب سے اس قدر بے علمی ہے تو اس کے احکام کس طرح ادا ہو سکتے ہیں اور اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ کسی وقت بداعمالی کی وجہ سے حضرت انسان پیدا ہی نہوں۔ بلکہ صرف حیوانات کا ہی سلسلہ رہے۔ مجوزین ہوم رول کا پہلا فرض تو یہ تھا کہ وہ ایسی تجویزیں کرتے جن سے انسان نیکوکار ہو کر آئندہ نسلوں کا وارث ٹھہرتا۔ اور ہوم رول بھی اس ذیل میں مل جاتا۔ ہم باادب درخواست کرتے ہیں کہ اس مسئلہ پر اب ہندو بزرگ اور اخبار نویس غور کریں۔ اور گذشتہ غلطی کی کسی بہتر اور قابل عمل

تجویز سے تلافی کیجا وے۔

ہندوؤں کے بعد دوسرا نمبر اس قوم کا ہے جو مسلمان کہلاتی ہے۔ ان میں ہمارا روئے سخن سوائے جماعت احمدیہ کے سب اسلامی فرقوں کی طرف ہے۔ اور اس لئے عرض ہے کہ اے حضرات آپ اس تجویز میں ہندو قوم کے ہم آہنگ کیوں ہوئے۔ انہوں نے سخت غلطی کی کہ اپنے مذہب کے خلاف ایک تجویز نکالی لیکن آپ تو سمجھدار ہیں آپ کے مذہبی معتقدات کی رو سے آپ سخت کمزور ہونگے۔ اور جب یہ کمزوری انتہا کو پہنچیگی تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام و امام مہدی آپ کی نصرت کے لئے نازل ہوکر آپ کو نہ صرف ہندوستان میں بلکہ تمام دنیا میں ہوم رول عطا کریں گے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ اس وقت صرف اسلام ہی اسلام ہوگا۔ اور کچھ نہوگا اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کا اس وقت کا مطالبہ تو بہت ادنی ہے۔ آپکو تو اس سے بہت بڑھ کر وعدہ دیا گیا ہے۔ جب کوئی غیر مسلم رہیگا ہی نہیں تو پھر تمام دنیا ہی آپ کی ہے۔ واقعات اور نشانات ظاہر کرتے ہیں کہ وہ مقدر وقت اگر ابھی نہیں آیا تو عنقریب آنے والا ہے۔ جس کی نسبت آپ کے پاس بشارتیں موجود ہیں۔ تیرہ سو برس کے انتظار کے بعد تو یہ زمانہ آیا جس میں اکثر نشانات پورے ہونے شروع ہوئے۔ لیکن آپ ہیں کہ دوسری طرف جا رہے ہیں۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے۔ کیا حضرت مسیح اور امام مہدی کے تشریف لانے پر ایمان نہیں۔ یا یہ خیال ہے کہ شاید ان کے تشریف لانے میں عرصہ دراز ہے۔ حالانکہ آپ کے اپنے مسلمہ بزرگوں اور لیڈروں کے خیال کے موافق وہ موعود زمانہ عنقریب آ رہا ہے پھر آپ ہندو برادران وطن کے ساتھ کیوں شامل ہوتے ہیں۔ اگر یہ خیال ہے کہ خدا جانے وہ امام المنتظر کب نازل ہونگے۔ ہم اتنے عرصہ اپنی ترقی کے لئے کوشش کیوں نہ کریں۔ تو یہ خیال تو عمدہ ہے۔

لیکن یہ تو غور کیجئے۔ کہ ابھی آپ ہندوستان کی اس بڑی قوم سے رشتہ محبت و الفت جوڑتے ہیں پھر ان کے ساتھ حکومت خود اختیاری میں شامل ہوکر ہندوستان کی قومیت کا ایک جزو بنتے ہیں لیکن یہ تو غور کیجئے کہ جس وقت آپ کے امام غائب تشریف لاوینگے۔ اس وقت ہندوستان کی اس بڑی قوم کا جس سے اس وقت آپ دوستی کر رہے ہیں۔ کیا حال ہوگا۔ کیا آپ کے اپنے اعتقاد کی رو سے ان کی جان و ایمان خطرہ میں نہ ہوگا۔ ابھی ان سے آپ عہد و پیمان کرتے ہیں۔ اور اس وقت آپ ان کی بربادی و ہلاکت کا افسوسناک منظر دیکھیں گے۔ اور کوئی مدد نہ کریں گے۔ یہ انسانیت سے بعید ہے۔ سے

دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست

در پریشاں حالی و در ماندگی

اگر آپ ہندو قوم سے مل کر حکومت میں شامل ہوتے ہیں۔ تو للہ ان بیچاروں کی جان و ایمان کی حفاظت کا بھی انتظام کیجئے۔ یہ ٹھیک نہیں کہ اس وقت کا ہوم رول تو ہندوستان کی سب اقوام کی حفاظت کرے۔ اور ان سب کے مذہبی و قومی حقوق کو قائم رکھے۔ لیکن جب خدانخواستہ آپ کے ہوم رول کا وقت آوے۔ تو سب فنا۔ ان معتقدات کی رو سے جن کے آپ قائل ہیں اور ان روایات کی بنا پر جو آپ کے علماء و مشائخ جزو ایمان سمجھتے ہیں۔ کس طرح غیر اقوام کے لوگ آپ کے ساتھ سچی محبت و الفت کر سکتے ہیں ظاہر ہے کہ جب دل میں اس قدر کھوٹ ہے۔ تو اس نفاق اور ظاہرداری کا ملاپ ایک مکروہ فعل ہے مسلمان کو تو اندر اور باہر یکساں ہونا چاہیئے۔ اس کے متعلق آپ غور کریں۔ اور کوئی تجویز ایسی نکالیں جس سے مسیح موعود اور مہدی معہود جب تشریف لاویں تو آپ کے برادران وطن کو زبردستی مسلمان نہ بنادیں۔ اور نہ ہی ان کے نفس دم سے یہ بیچارے تباہ ہوں۔ کوئی اپیل یا درخواست ان کے نام مسلمانان ہندوستان کی طرف سے مرتب ہوکر بطور وصیت رکھی جانی ضرور ہے۔ جس میں ہندوستان کی دیگر اقوام کی حفاظت جان و مال کے لئے استدعا ہو۔ وہ اگر نہ مانیں تو وہ جانیں۔ آپ تو اپنی طرف سے مروت و احسان کے فرض سے سبکدوش ہوں کیونکہ آپ کے مزعومہ ہوم رول میں ہندو برادران کے حقوق آپ پر بہت ہو جاویں گے۔ اور آپ کو اپنے عہد و پیمان پورے کرنے لازمی ہیں۔ اسلامی اخبارات کا فرض ہے کہ وہ اس مشکل کو حل کرنیکے لئے مضامین شائع کریں۔ اور خوب غور کریں کہ جن معتقدات پر آپ کا ایمان ہے وہ کہاں تک نسل انسانی کے لئے مفید یا مضر ہیں۔ ہم نے جو کچھ لکھا ہے درد دل سے لکھا ہے کسی مسئلہ کی تضحیک یا استہزاء ہمارا منشا نہیں۔ والسلام

(خاکسار میرزا محمد شفیع دہلوی)

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان
اور
اخبار آریہ گزٹ

"قادیانی احمدیوں کی شرارت اور قادیانی ہندوؤں کی گراوٹ" کے عنوان کے ماتحت آریہ گزٹ لاہور مورخہ ۱۷ جیٹھ ۱۹۷۵ء میں ایک آرٹیکل نکلا ہے جس میں قادیان کے مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے دینی نصاب اور ہندو طلباء کے متعلق گوہر افشانی کی گئی ہے۔ ایڈیٹر صاحب کو جو علم حاصل ہوا ہے وہ جناب لالہ دیوی چند صاحب ایم۔ اے پرنسپل دیانند سکول ہوشیارپور کے ذریعہ سے بہم پہنچا ہے مگر اس آرٹیکل کا ہیڈنگ جتلا رہا ہے۔ کہ نہ تو واقفیت دینے والے۔ اور نہ ہی واقفیت حاصل کرنے والے کی نیت نیک ہے۔ بلکہ اس میں عناد ہے۔ جو آگے چل کر ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔ ایڈیٹر صاحب تو ایک حد تک معذور معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کو یہاں کے مقامی حالات سے واقفیت نہیں ہوگی لیکن ہمیں لالہ دیوی چند صاحب ایم۔ اے پر افسوس ہے کہ آپ اچھے خاصے انگریزی خواں ہو کر مذہبی تعصب میں کچھ ایسے ڈوبے ہوئے ہیں کہ کسی جگہ کے حالات دریافت کرنے اور علم صحیح حاصل کرنے کے طریق سے بالکل ناواقف معلوم ہوتے ہیں۔

خاکسار راقم کو علم ہے کہ لالہ صاحب یہاں ایک ماہ پیشتر تشریف لائے تھے۔ اور تین روز تک پرچار کرتے رہے۔ اور قادیان میں ایک آریہ سکول کی بنیاد رکھے جانے کی تجویز پر زور دیتے رہے۔ لیکن تعجب ہے کہ آپ کو قادیان کے احمدی سکول کے دینی پہلو کے متعلق کیوں اس قدر غلط فہمی ہوئی۔ آپ نے ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ کو جو واقفیت بہم پہنچائی ہے۔ اس میں بتلایا ہے کہ "مذہبی گھنٹے میں ہندو لڑکوں کو بھی احمدی تعلیم دی جاتی ہے......

پھر یہ بتایا گیا ہے۔ کہ اس سکول میں جو کتاب لڑکوں کو پڑھائی جاتی ہے۔ وہ حد درجہ اشتعال اور شرانگیز ہے۔ اس کتاب کا نام "دُرِّ ثمین" ہے۔ اور اس میں مرزا غلام احمد صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نظمیں درج کی گئی ہیں۔ ان میں سے بعض نظمیں فحش اور اشتعال انگیز ہیں......"

گویا لالہ صاحب اور ایڈیٹر صاحب نے ہم پر تین الزام لگائے ہیں۔ اول یہ کہ مذہبی گھنٹے میں ہندو لڑکوں کو بھی احمدی تعلیم دی جاتی ہے۔ دوم انھیں زبردستی عربی پڑھائی جاتی ہے۔ سوم دُرِّ ثمین کتاب نصاب میں داخل ہے۔ اور ہندو لڑکوں کو پڑھائی جاتی ہے۔ اور ان کے احساسات کا کچھ لحاظ نہیں کیا جاتا۔ اور یہ ایسی کتاب ہے جس پر گورنمنٹ کو نوٹس لینا چاہیئے۔

پیشتر اس کے کہ ہم خود اس کا جواب دیں اور لالہ صاحب کو بتلائیں کہ آپ نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ اور ہندوؤں کو خواہ مخواہ ہمارے برخلاف بھڑکایا ہے۔ اور ان فوائد کا لحاظ نہ رکھتے ہوئے جو قادیان کے سکول سے ہندو اور سکھ طلباء کو مدت مدید سے حاصل ہوتے رہے ہیں۔ آپ نے احسان فراموشی اور محسن کشی کا سبق دیا ہے۔ یا ادھر اُدھر کی باتیں سن سنا کر ثقاہت سے گری ہوئی بات کی ہے۔ جو آپ کے شایان شان نہ تھی۔ ہم ذیل میں ہندو اور سکھ طلباء کی شہادت پیش کئے دیتے ہیں۔ تاکہ جن کے متعلق یہ تضیہ نامرضیہ اُٹھایا گیا ہے۔ انہی کے ہاتھوں اس کی تردید ہو جاوے یہ چھ لڑکے ہمارے سکول کی اعلیٰ کلاسوں کے طالبعلم ہیں۔ جن میں سے دو سکھ دو ہندو اور دو آریہ ہیں۔ ان سب کی متفقہ شہادت یہ ہے۔ کہ

"دینیات یعنی قرآن اور حدیث کے گھنٹوں میں کبھی بھی ہم کو مجبور نہیں کیا گیا۔ کہ ہم قرآن اور حدیث پڑھیں۔ اور نہ ہی ہمیں دُرِّ ثمین پڑھائی جاتی ہے"

نام طالبعلم	جماعت	مذہب
دلیپ سنگھ	چہارم ہائی	سکھ
تیجا سنگھ	"	"
کنج لال	تھرڈ مڈل	ہندو
جیا ناتھ	"	"
امرناتھ	"	آریہ ہندو
میاں سنگھ	"	"

مندرجہ بالا طلباء کی شہادت۔ الزام اول و دوم کا کافی و شافی جواب ہے۔ افسوس لالہ دیوی چند صاحب ایم۔ اے نے یا تو در وغگوئی سے کام لیا۔ یا بیچارے ایڈیٹر صاحب کو صحیح واقفیت نہ بہم پہنچائی۔ اس کے علاوہ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اپنے سکول میں مذہبی تعلیم دینا ناواجب نہیں۔ گورنمنٹ سکولوں میں گورنمنٹ عالیہ اپنی حسب منشا نصاب تعلیم مقرر کرتی ہے قومی سکولوں میں عیسائی صاحبان بائیبل نصاب میں داخل کرتے ہیں۔ اور سکھ صاحبان گرمکھی کی تعلیم جو مذہب سے تعلق رکھتی ہے دیتے ہیں۔ اور عیسائی سکولوں میں تو انہیں لازمی طور پر پڑھنی پڑتی ہے۔ خواہ طلباء عیسائی ہوں یا غیر عیسائی کیا مشن سکولوں کے نصاب کو دیکھ کر ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ کے رونگٹے کھڑے نہیں ہوتے جبکہ ایک انجیل کا استاد سکول کے اندر اور انجیل کو ہاتھ میں لیکر ہندو مذہب کے اصول پر اعتراض کرتا ہے۔ اور ہندو طلباء خاموشی سے بیٹھے سنتے ہیں۔ لیکن ہمارے سکول میں جہاں ہندو طلباء کو قرآن و حدیث کے پڑھنے اور احمدیہ لٹریچر سے واقفیت حاصل کرنے پر ایک لحہ کے لئے بھی مجبور نہیں کیا جاتا۔ اس پر آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ زیادہ واقفیت کے لئے اگر کوئی صاحب ہمارے نتائج امتحان کے رجسٹر کو دیکھنا چاہیں۔ تو وہاں بھی ان کو یہی نظر آئیگا کہ قرآن شریف کے خانے میں ہندو طلباء کے کوئی نمبر درج نہیں ہوتے۔ بلکہ وہاں لکھدیا جاتا ہے کہ یہ لڑکا ہندو ہے یا سکھ ہے

پس معلوم ہو کہ ہم اپنے سکول میں قرآن و حدیث اور سلسلے کی کتابیں بیشک پڑھاتے ہیں۔ لیکن ہندو

طلباء ان سے بالکل مستثنیٰ ہیں۔

سب سے بڑھ کر تعجب اس بات کا ہے کہ لالہ صاحب اور ایڈیٹر صاحب نے جس کتاب کو مدرسے میں پڑھائے جانے پر بڑا اعتراض کیا ہے وہ درثمین ہے۔ اور ہمارے سکول کے نصاب میں داخل ہی نہیں۔ اور اکثر ہندو طلباء تو اس کتاب کے نام سے بھی ناواقف نہیں چہ جائیکہ وہ مدرسے میں اسے پڑھتے ہوں۔ معلوم نہیں لالہ صاحب نے ہمارے کس پراسپکٹس میں دیکھا ہے کہ درثمین نصاب میں داخل ہے۔

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ لالہ دیوی چند صاحب ایم اے ضلع گورداسپور کے ہی رہنے والے ہیں۔ لیکن وہ ملازم اس وقت ہوشیارپور میں ہیں۔ اور قادیان میں ایک آریہ سکول کھولنے سے ان کی ایک غرض یہ بھی معلوم ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنے گھر کے زیادہ قریب ہو جائیں۔ ہمیں آریہ سکول کے کھلنے سے کوئی رنج نہیں۔ بلکہ ہم خوش ہیں کہ قادیان میں آریہ سکول کھلے اور اس میں گرد و نواح کے طلباء تعلیم پائیں۔ اور قادیان کی رونق میں اضافہ ہو۔ اور یہ تعلیمی ترقی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ایک نشان ہوگا۔ اور آنحضور کے اس الہام کو پورا کرنیکا سبب ہوگا۔ کہ یاتون من کل فج عمیق بیشک ہندو طلباء اپنی ایک خاص غرض رکھ کر یہاں آئیں گے۔ لیکن اس میں کیا شک ہے۔ کہ ان کے آنے کا اصل سبب حضرت مرزا صاحب کا ہی الہام ہوگا۔ اور وہ اس کے پورا کرنے والے ہونگے۔

لیکن اگر آریہ صاحبان کے یہاں سکول کھولنے سے یہ غرض مدنظر ہے کہ وہ ہمارے سکول کو نقصان پہنچا سکیں گے۔ اور اس کو کمزور کر دیں گے تو یہ خیال خام ان کو اپنے دل سے نکال دینا چاہئے ہمارے مقابل میں اگر دنیا بھر کی آریوں کو خوب علم ہے کہ ان کو کوئی فروغ نصیب نہیں ہوا۔ اور نہ آئندہ ہو سکتا ہے پہلا تجربہ ان کے لئے ایک شاہد ناطق ہے۔ ان کا اخبار اندر اس کا ایڈیٹر۔ ان کا پریس اور ان کا لٹریچر اس وقت کہاں ہیں۔ ان کی نظمیں اس وقت کہاں ہیں ان کی زبان کہاں ہے۔ خدا تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت یہ کام کر رہے ہیں۔ پس اس درسگاہ کو نقصان پہنچانے والا خوب سمجھ لے کہ وہ کبھی اپنے مقصد میں بامراد نہیں ہو سکتا۔

اخیر میں مجھے "درثمین" کے متعلق کچھ کہنا باقی ہے۔ درثمین حضرت مسیح موعود کی نظموں کا مجموعہ ہے۔ جو آپ نے خدا تعالیٰ کی حمد۔ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور اپنے کام اور تعلیم کے متعلق لکھی ہیں۔ بعض نظمیں آریہ صاحبان کے مذہبی خیالات کے متعلق ہیں۔ بعض عیسائیوں کے اور بعض غیر احمدیوں کے۔ ایڈیٹر آریہ گزٹ نے اس کتاب کے بعض لفظوں پر اعتراض کیا ہے۔ اور اس کو اشتعال انگیز اور شر انگیز بتایا ہے۔ اور کچھ اس کی تائید میں اشعار شائع کئے ہیں۔ حالانکہ جو شعر آریہ گزٹ میں نقل کئے گئے ہیں۔ وہ شاعرانہ تخیل نہیں۔ بلکہ حقیقت اور واقعیت پر مبنی ہیں۔ اور ان میں کوئی بات ایسی نہیں ہے۔ جو غلط ہو۔ اس وقت ہم مناسب نہیں سمجھتے کہ ہر ایک شعر کی تائید میں آریہ صاحبان کے مذہبی خیالات اور اعتقادات پیش کریں۔ لیکن اس قدر بڑے زور کے ساتھ کہتے ہیں کہ ان میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ آریہ صاحبان کے اعتقادات کو مدنظر رکھ کر صحیح صحیح لکھا گیا ہے۔ اور ایک حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے۔ پس اگر سچ بات کو سنکر ایڈیٹر صاحب کا یا کسی آریہ بھائی کا کلیجہ پھٹتا ہے۔ تو افسوس کہ ہمارے پاس اس کے جوڑنے کا کوئی مرہم نہیں۔ کیونکہ ہم مجبور ہیں کہ جھوٹ کو جھوٹ برائی کو برائی۔ گند کو گند۔ ناپاک کو ناپاک کہیں۔ اور علی الاعلان کہیں۔

ہاں ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ کو یاد رکھنا چاہئے کہ دشنام دہی ایک الگ امر ہے۔ اور اظہار حقیقت ایک دوسرا امر۔ حقیقت کے اظہار میں اگر کچھ کڑواہٹ ہو تو وہ اس کے مخالف کے لئے کڑوی ہوگی نہ کہ فی نفسہ برائی ہے۔ پس حضرت مسیح موعود نے ویدوں یا آریہ صاحبان کے دیگر عقائد کے متعلق جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ حقیقت پر مبنی ہیں۔ اور جو بات حقیقت پر مبنی ہو۔ اور جھوٹ نہ ہو اس کو تہذیب سے گرا ہوا نہیں کہہ سکتے۔ برخلاف اس کے خود آریہ صاحبان نے ہمارے سید و مولا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خود حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت کے حق میں جو بدزبانی کی ہے اور گندے اور ناپاک الزام لگائے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اور جن سے ابھی تک پنڈت لیکھرام کی کتاب کلیات آریہ مسافر کے ورق سیاہ نظر آتے ہیں۔ ان سے نہ گورنمنٹ ناواقف ہے اور نہ ہم لیکن کس قدر حیرانی کی بات ہے کہ وہ آریہ صاحبان جن کی درشت نویسی اور سخت کلامی سے گورنمنٹ بھی خوب اچھی طرح آگاہ ہے۔ اس برگزیدہ خدا کے کلام کو فحش اور گندہ کہکر گورنمنٹ کو ضبط کرنیکا مشورہ دیتے ہیں جس کا ساری عمر یہ عمل رہا ہے ؎

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

کاش یہ لوگ سوچتے اور سمجھتے۔ کہ جن اشعار کو ہم شر انگیز کہہ رہے ہیں وہ تو ہمارے ہی فائدے کے لئے لکھے گئے ہیں۔

اخیر پر ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ نے پنڈت لیکھرام صاحب کے قتل کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ اور اس کا قتل ہونا حضرت مسیح موعود کی سازش کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے لکھا ہے ؎

سازش سے جس کی آخر پنڈت مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

میں نے چونکہ یہ مضمون انہیں اعتراضات کا جواب دینے کے لئے لکھا ہے جو بالواسطہ یا بلاواسطہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان پر کئے گئے ہیں۔ اس لئے پنڈت لیکھرام صاحب کے قتل اور ایڈیٹر صاحب کے بیہودہ مگر خطرناک الزام کا جواب جو ذرا تفصیل کو چاہتا ہے اخبار الفضل کے لئے چھوڑتا ہوں۔ البتہ اتنا کہے دیتا ہوں کہ ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ کا ایک ایسے معاملہ کو اٹھانا جس کی نسبت گورنمنٹ اپنی انتہائی طاقت اور کوشش کے ساتھ تحقیقات کرکے اس نتیجہ پر پہنچ چکی ہے۔ کہ حضرت

فہرست نومبائعین

یہ نمبر شمار جنوری ۱۹۱۸ء سے شروع ہوتا ہے مگر اسے بالکل مکمل نہ سمجھنا چاہیئے۔ بعض ایسے لوگ جو قادیان آکر بیعت کرتے ہیں اُن کے نام محفوظ رکھنے کی اسوقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں کیگئی۔ پھر بعض ڈاک کے ذریعہ بیعت کرنے والوں کے نام بھی مہتمم ڈاک کی فہرست سے کسی نہ کسی باعث سے رہجاتے ہیں۔ دفتر الفضل کو جسقدر نام مہیا ہو سکتے ہیں۔ ان کو شائع کر دیا جاتا ہے۔ اور انہیں کا یہ نمبر شمار ہے۔ (ایڈیٹر)

۸۱۴ - حیات محمد صاحب — ضلع سیالکوٹ
۸۱۵ - غلام محمد صاحب — 〃
۸۱۶ - جیون صاحب — 〃
۸۱۷ - جلال الدین صاحب نمبر دار — 〃
۸۱۸ - اہلیہ منشی برخوردار خاں صاحب — منٹگمری
۸۱۹ قادر بخش صاحب — پٹیالہ
۸۲۰ مولا بخش صاحب — 〃
۸۲۱ الہی بخش صاحب — 〃
۸۲۲ الفت بی بی صاحبہ — 〃
۸۲۳ ملک فضل الہی صاحب — لایل پور
۸۲۴ محمد حسین صاحب — گجرات
۸۲۵ احمد خان صاحب — 〃
۸۲۶ حیات خاں صاحب — 〃
۸۲۷ نظام الدین صاحب — 〃
۸۲۸ منشی حیات محمد صاحب — 〃
۸۲۹ فضل کریم صاحب — 〃
۸۳۰ منشی کریم بخش صاحب — لاہور
۸۳۱ میاں مراد بخش صاحب — گوجرانوالہ
۸۳۳ سید خاں صاحب سفید پوش — گجرات
۸۳۳ اہلیہ سید محمد صاحب — شاہ پور
۸۳۴ حیات محمد صاحب — گوجرانوالہ

۸۳۵ مولوی محمد سراج الدین صاحب ضلع گوجرانوالہ
۸۳۶ اہلیہ غلام نبی صاحب سیٹھی — راولپنڈی
۸۳۷ دختر غلام نبی صاحب 〃 — 〃
۸۳۸ کرم الہی فرزند 〃 〃 〃 — 〃
۸۳۹ محمد ابراہیم صاحب — گورداسپور
۸۴۰ شیخ عباس صاحب — بمبئی
۸۴۱ ایم۔ اے۔ عبد القادر صاحب — 〃
۸۴۲ محمد ابراہیم صاحب — لائل پور
۸۴۳ برکت بی بی صاحبہ — گورداسپور
۸۴۴ اہلیہ صاحبہ سردار میٹھو خاں قیصرانی — ڈیرہ غازی خان
۸۴۵ دختر 〃 〃 〃 — 〃
۸۴۶ خوشدامن صاحبہ 〃 〃 — 〃
۸۴۷ - عطاء اللہ صاحب — جموں
۸۴۸ شیخ ریاست صاحب — بنگال
۸۴۹ عماد الدین احمد صاحب — 〃
۸۵۰ محی الدین خانصاحب — 〃
۸۵۱ اہلیہ قمر الدین صاحب پٹواری — پشاور
۸۵۲ عبد القادر صاحب — بمبئی
۸۵۳ منشی فضل الدین صاحب — لاہور
۸۵۴ صدیق بیگ صاحب — بجنور
۸۵۵ مولا بخش صاحب — جہلم
۸۵۶ دوست محمد صاحب — 〃
۸۵۷ فاطمہ بی بی صاحبہ — 〃
۸۵۸ کرم بی بی صاحبہ — 〃
۸۵۹ بھاگ بھری صاحبہ — 〃
۸۶۰ منشی محمد عیسےٰ صاحب — سندھ
۸۶۱ عبد الحق صاحب — لایل پور
۸۶۲ حشمت بی بی صاحبہ — 〃
۸۶۳ نواب بی بی صاحبہ — 〃
۸۶۴ اللہ رکھی صاحبہ — 〃
۸۶۵ جیوان صاحبہ — 〃
۸۶۶ مریم بی بی صاحبہ — 〃
۸۶۷ جلال الدین خانصاحب — ریاست رام پور
۸۶۸ اہلیہ سید احمد صاحب — منٹگمری

۸۶۹ - دختر میاں اللہ دتا صاحب — گورداسپور
۸۷۰ رحیم بخش صاحب — 〃
۸۷۱ تاج الدین صاحب — 〃
۸۷۲ عبد اللہ صاحب — 〃
۸۷۳ اصغر صاحب — بمبئی
۸۷۴ اہلیہ صاحبہ ممتاز خاں — |
۸۷۵ خوشی محمد صاحب — گوجرانوالہ
۸۷۶ سلطان محمود صاحب — جموں
۸۷۷ اہلیہ صاحبہ 〃 〃 — 〃
۸۷۸ اہلیہ صاحبہ سید ممتاز علیشاہ — لایل پور
۸۷۹ مریم صاحبہ — مونگیر
۸۸۰ حسن الدین صاحب — گوجرانوالہ
۸۸۱ پیر اندتہ صاحب — فیلڈ
۸۸۲ کرم الدین صاحب — 〃
۸۸۳ احمد حسن صاحب — پٹیالہ
۸۸۴ حکیم شیخ عماد الدین صاحب — جموں
۸۸۵ عبد الصمد سابق تحصیلدار صاحب — بریلی
۸۸۶ محمد بخش صاحب — لدھیانہ
۸۸۷ اہلیہ 〃 〃 — 〃
۸۸۸ فتح بی بی دختر — 〃
۸۸۹ آمنہ 〃 — 〃
۸۹۰ عزیز اللہ صاحب — 〃
۸۹۱ نور احمد صاحب — 〃
۸۹۲ اہلیہ 〃 〃 — 〃
۸۹۳ عبد الغفور صاحب — 〃
۸۹۴ عبد اللطیف صاحب — 〃
۸۹۵ والدہ نور احمد صاحب — 〃
۸۹۶ اہلیہ عطا الہی صاحب — 〃
۸۹۷ زینب صاحبہ — 〃
۸۹۸ کرم الہی صاحب — 〃
۸۹۹ عطا محمد صاحب — 〃
۹۰۰ بغتا صاحب — 〃
۹۰۱ جیوا صاحب — 〃
۹۰۲ اہلیہ بغتا صاحب — 〃

ہنگامۂ یورپ

جرمن پیشقدمی جاری ہے لنڈن ۳۱ - مئی ایک فرانسیسی کمیونک مظہر ہے۔ کہ وہ ہنے بازور دریائے آلٹ کے علاقہ میں اور ان تک سخت حملوں کے ذریعہ سے دشمن مسلسل کوشش کر رہا ہے ہم بلیران کورٹ اپاڑری لائن کے شمالی استحکامات پر لڑتے ہوئے واپس آگئے۔ سواسون کے علاقہ میں اور جنوب کیطرف ہمارے سپاہیوں نے جانبازانہ مدافعت سے دشمن کے حملے منتشر کر دیئے۔ اور اس شہر کے دو جلد کیطرف کے استحکامات اور ساوتھ تھاری رو ڈیر اپنی پوزیشن قائم رکھی قلب میں غنیم مارانی کے شمالی علاقہ میں تخفیف سی پیش قدمی کرنے میں کامیاب ہوا۔ مشرق کیطرف اور شمال مغرب میں دشمن کی تمام کوششیں بیکار ہوئیں ہم نے ایک سخت جوابی حملہ میں تھیاؤ کو واپس لے لیا۔

برطانوی ڈویژنوں کا نقصان پیرس ۳۱ - مئی اخبار "ٹان" کا وقائع نگار کرتے اوسل اور ریانٹ کی درمیانی لائن کی مدافعت کرنے والی برطانوی ڈویژنوں کی ترقی کا حوالہ دیتے ہوئے رقمطراز ہے کہ غالباً جرمنوں کو انکے نقصان کیحالت معلوم تھی۔ یہ سب ڈویژنیں مارچ میں تیسری اور پانچویں فوجوں کی پسپائی میں ان کے ساتھ تھیں آٹھویں اور پچاسویں ڈویژن سومی کے جنوب کیطرف پسپائی کیوقت نہایت جانبازی سے لڑی تھیں۔ اور بہت نقصان اٹھایا تھا۔ اکیسویں جیسے تھے رو سل اور پیرو کی لڑائیوں کارہائے نمایاں کرتے رہے۔ اسے شمال کیجانب آرام لینے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ لیکن ریل پر سے اترتے ہی فلانڈرس کی چڑھائیوں پر خونخوار جنگ میں اسے حصہ لینا پڑا۔ مئی کے شروع میں اسے پھر فرصت دیکر ریمز بھیجا گیا تھا۔ اور یہاں اسکی [illegible] نصیب ہو رہی تھی۔ اور رفتہ رفتہ اپنا نقصان [illegible] رہی تھی۔ کہ اتنے میں یہ جرمن حملہ شروع ہو گیا [illegible] پانچ دن اور رات [illegible] علاقہ میں لڑتی رہی اور اس سے بعد شمال

کیطرف آرمانتیر زخمی ہو گئی تھی۔ لیکن یہاں بجائے آرام لینے کے اسے ۱۰۔ اپریل سے ۲۹۔ اپریل تک برابر لڑنا پڑا۔ جرمنوں کو معلوم تھا کہ انکی تعداد بھی کم ہے۔ اور تھکی ہوئی بھی ہیں۔

برطانوی سپاہیوں کی خونریز تاخت لنڈن ۳۰۔ مئی۔ رائٹر کا وقائع نگار متعینہ برطانوی جنگی مستقر آج کے تار میں رقمطراز ہے کہ ویل تاسی پر ہماری تاخت بہت کامیاب رہی۔ ہم جرمن استحکامات میں ۵۰۰ گز تک گھس گئے اور دیکھا کہ ہماری گولہ باری سے بہت سے آدمی ہلاک ہو چکے تھے۔ اس کے بعد جو لڑائی ہوئی اس میں غنیم کے دو سو آدمی اور مارے گئے۔

پیرس کے علاقہ میں ہوائی تاخت لنڈن ۳۱ - مئی ایک فرانسیسی کمیونک مظہر ہے کہ شب گذشتہ کو غنیم کے طیارے پرواز ہماری لائن کو عبور کر کے پیرس پر حملہ آور ہوئے۔ نگران چوکیوں نے انہیں شمار کر لیا اور مدافعت کرنے والی باتریوں نے اس پر شل برسائے ۱۱ - بجے تاخت کی اطلاع ہوئی۔ اور آدھی رات کو "میدان صاف ہے" کا اعلان کر دیا گیا۔ پیرس کے علاقہ میں بم گرائے گئے مگر کوئی آدمی ضائع نہیں ہوا۔

برطانوی سپاہ کے کامیاب حملے لنڈن ۲ - جون ایک برطانوی کمیونک مظہر ہے کہ لنڈن کے سپاہیوں نے وقت شب آرلٹ کے جنوب مشرق میں کامیاب حملہ کیا۔ اور ۲۷ قیدی اور ایک کلدار توپ گرفتار کی۔ بیتس کے جنوب مشرق اور بیچوا کے شمال میں بھی ہم نے حملے کر کے قیدی گرفتار کئے دیلرس، بریتاکس اور البرٹ و آرارس کے درمیان محاذ جنگ پر دشمن نے خوفناک گولہ باری کی۔ جنگل اوبلی کی موجودہ جدوجہد میں ہم نے ۲۰ قیدی گرفتار کر لئے۔

جرمن حملہ وسیع محاذ پر ہے الہ آباد ۳۱ - مئی (پائنیر کا خاص تار) جرمن حملہ بہت وسیع محاذ پر کیا گیا ہے۔ اور بعض نقاط پر طاقتور دباؤ ہے۔ غنیم ہر طرح کے فنی استعمال

کر رہا ہے۔ اور جنگبازی کے طریقے بار بار بدل رہا ہے۔ حملہ شروع کرنیکے لئے عارضی طور پر حسب معمول زمین انکے قبضہ میں آگئی ہے۔ ہمارے استحکامات کا نقصان یقینی ہے لیکن اسکا انتظام کر لیا گیا ہے۔ اتحادیوں کے قبضہ میں پسپا ہونے کے وہ عقب میں بکثرت عمدہ عمدہ لائنیں ہیں۔ اور وہ پھر غنیم کے جم غفیر کو قتل گاہ کی طرف رہنمائی کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ یہ بالکل صاف ہے کہ لوڈنڈرف کی جنگی چالوں پر عمل ہو رہا ہے۔ جسمیں وسیع پیمانہ پر حملہ کر کے کمزور ترین مقامات پر بھاری دستوں سے زور ڈالا جاتا ہے۔ اس شکار میں وہ ایک دفعہ پھنس چکا ہے۔ اتحادی حیرت انگیز قوت سے لڑ رہے ہیں۔ اور بھاری توپخانہ اور آلات ہوائی انکی امداد کر رہے ہیں۔

شدید لڑائی لنڈن ۲ - جون ۴ بجکر ۵۰ منٹ بعد دوپہر ایک فرانسیسی اطلاع مظہر ہے۔ کہ ونس اور ان کے درمیانی محاذ پر جرمن دباؤ بدستور نہایت سخت ہے۔ وشنت کار یونٹ کی شمالی نواح اور مولن سوس ٹوونیٹ کے علاقہ میں دشمن کی نہایت شدید کوششیں ہماری فوج نے روک دیں۔ اور دشمن کو موخر الذکر مقام سے شمال کیطرف پسپا کر دیا۔ بعد سنورن مونٹ ڈی جوٹی پر چار دفعہ حملہ کیا لیکن بعد میں ہم نے سنگینوں کی زد سے اسپر دوبارہ قبضہ کر لیا اور ہم بدستور اسپر قابض ہیں۔

اوراز اور این کے مابین غنیم کی ترقی لنڈن ۲ - جون - ایک فرانسیسی کمیونک مظہر ہے کہ آج اوراز اور مارن کے مابین سارے محاذ پر جرمنوں نے مسلسل اور طاقتور حملے کئے۔ کئی بار پیچھے ہٹنے اور آگے بڑھنے کے بعد ہم نے بعض نقاط کثیر التعداد فوجوں کے دباؤ سے چھوڑ دیئے۔ لیکن حملہ آوروں کو ہم نے بھاری نقصانات پہنچائے۔ اوراز اور این کے مابین ہم اپنے استحکامات کو کارلیپانٹ جھاڑی تک اور اوڈگنی کورٹ کی مغربی چڑھائیوں پر فانٹیوا سے پیچھے ہٹا لائے۔ سواسوں کے مغرب اور جنوب میں واٹرزی کے شمال تک تمام غنیم کی کوششیں بیکار رہیں۔ اور ریک کے دونوں جانب جنوب میں بہت سخت جنگ ہو رہی ہے تیری اور نیول سینٹ فرانٹ پر غنیم کا قبضہ ہے۔ ویکرنس لیلین

باہتمام [illegible] صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا۔